غزل کے اشعار کی تشریح

شعر1۔ ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

تشریح:

میر تقی میر نے ان شعر میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی عارضی ہے۔ اس کو دوام حاصل نہیں ہے۔ ہماری زندگی کی حقیقت پانی کے بلبلے کی طرح ہیں جس طرح پانی کا بلبلا وجود میں آتے ہی فنا ہو جاتا ہے۔ اس طرح زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ختم ہو جائے اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اپنی اس عارضی اور مختصر زندگی میں ہمیں ایسے کام کرنے چاہیئں جو آخرت کی زندگی میں ہمارے کام آئیں۔

شعر2۔ نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

شرف نے شعر میں محبوب کے خدوخال کی تعریف میں مگن ہے۔ مختلف شاعروں نے اپنے مجازی محبوب کے عزائم جسمانی کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عشق کے نزدیک اس کا محبوب حسن و جمال میں بے مثال ہوتا ہے۔ وہ سراپا حسن جمال ہوتا ہے میں وہ کے تمام اعضاء خوبصورتی اور دلفریبی میں بے نظیر ہوتے ہیں میر نے بھی اپنے محبوب کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے جس میں محبوب کی سرخی گلاب کی پتی سے کم نہیں ہے۔

شعر3۔ چشم دل کھول اس بھی عالم پر پر
یاں کی اوقات خواب کی سی ہے

تشریح:

اس دنیا میں انسان کی حیثیت ایک مسافر کی سی ہے ۔جسے آخرت کا سفر درپیش ہے۔ دنیا میں آنے والے ہر انسان کو اس بات کا علم ہے کہ ایک نہ ایک دن اسے دنیا سے رخصت ہونا ہے ۔یہ دنیا دارالعمل ہے اس دنیا کے اعمال کے نتائج اگلی دنیا میں مرتب ہوں گے اگر ہم اس دنیا میں اللہ تعالی کے احکامات کو بھول کر آئے مگر رہیں گے تو دوسری دنیا میں اس کا اجر ہمیں اچھا نہیں ملے گا شاعر کہتا ہے کہ اس کو آپ کی کیفیت سے ہمیں بھی نکلنا چاہیے اور اس دنیا کا دھیان کرنا چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ ہمیں اپنے اندر کے انسان کو بیدار کرنا چاہیے۔

شعر4۔ بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں

حالت اب اضطراب کی سی ہے

تشریح:

سر کہتے ہیں کہ میں اپنے دل کا حال کہنے کے لئے اپنے محبوب کے دروازے پر جاتا ہوں۔ میں اس سے اپنے دل کی حالت.بیان کرنا چاہتا ہوں مگر شرم میرے ہوں واپس آکر دل اور زیادہ بے چین ہوتا ہے میرا دل عجیب قسم کی بے چینی اور بے قراری میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ جب میں دنیا کی پریشانیوں میں گر جاتا ہوں تو اپنے محبوب حقیقی کے سامنے جھک جاتا ہوں۔ چنانچہ میر محبوب کے وصال کے لیے بے چین ہے۔ لیکن محبوب کی طرف سے بے اعتنائی کے اظہار پر اب عاشق پر بے چینی کا غلبہ طاری ہے۔

شعر5۔ میں جو بولا کہا کہ یہ آواز

اسی خانہ خراب کی سی ہے

تشریح:

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیا کی ساری رونق اور چہل جذبات ہی کے دم سے ہے۔ اگر خوشی، غم، محبت، عداوت، نفرت، چاہت، خوف اور ہمدردی جیسے جذبات اس دنیا میں نہ ہو تو دنیا کی رونق ماند پڑ جائے شاید

کہتا ہے کہ میرا محبوب مجھ سے آشنا بیگانہ ہو گیا ہے کہ وہ میری آواز کی پہچان بھول گیا ہے۔ اسے میری آواز میری تو لگتی ہے لیکن اس میں قطعیت نہیں ہے بلکہ پہچاننے میں ابہام پایا جاتا ہے۔ وہ میری آواز سن کر تشکیک و یقین کے دوراہے پر کھڑا ہے وہ میری آواز کو میری آواز جیسا سمجھتا ہے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا یہ میری ہی آواز ہے۔ محبوب کی یہ بات شاعر کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

شعر6۔ آتشِ غم میں دل تمنا بُھنا شاید

دیر سے بُو کباب کی سی ہے

تشریح:

شاعر کا یہ شعر حقیقت سے بعید ہے۔ وہ اپنے اس شعر میں اپنے غم کی شدت کی تپش مجھے جلانے دے رہی ہے۔ میرا دل غم سے بھرا ہوا ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے غم کی اس آگ میں میرا دل بھن گیا ہو کیونکہ مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی کباب آگ پر رکھا ہوا اور اسے اتارنا بھول جائیں تو وہ جل جاتا ہے۔ اور اس کی بُو ارد گرد پھیل جاتی ہے۔ جبکہ میرا محبوب میری اس کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا ہے کاش میری اس کیفیت کو سمجھ کر میرے مردہ دل کو پھر سے زندہ کر دیتا۔

شعر7۔ میرؔ اُن نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

تشریح:

عشق و محبت ایک انوکھا جذبہ ہے۔ اس جذبے سے سرشار شاعر محبوب کو کبھی وفا کی سرحد پر پہنچا دیتا ہے اور کبھی بے وفائی کی سرحد پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اردو شاعری کا ایک باب سراپا نگاری بھی ہے جس میں کبھی محبوب کے لب کی تعریف ہوتی ہے تو کبھی زلف یار کی۔ شاعر نے اپنے محبوب کو شراب کی مستی سے تشبیہ دی ہے اپنے محبوب کی آنکھوں کو شاعر نے شریب کی مستی کہا ہے۔ شراب کی مستی نہیں کہا یعنی اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب جیسی مستی ہے شراب کی مستی نہیں ہے۔